www.novelsclubb.com
سفرِ عشق
آیتِ مریم
Pdf available at
www novelsclubb com
FB INSTA
novelsclubb

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

سفرِ عشق

از

آیتِ مریم

www.novelsclubb.com

یہ منظر تھا پاکستان کے شہرِ قائد میں دو منزلہ گھر کا۔ جس کی اوپری منزل کے پہلے کمرے میں وہ سوگوار حسینہ بستر پر بیٹھی تھی۔اور اس کے سامنے سیاہ اٹیچی کیس کھلا ہوا تھا۔ جس میں سلیقے سے مختلف قسم کہ رنگا رنگ تہہ شدہ کپڑے رکھے تھے۔ اور اس کے ہاتھ میں بڑی سی سادی مگر بہت خوبصورت پر کشش براق چادر تھی۔ جسے وہ موٹی شہد رنگ آنکھوں میں بیزاری لیئے منہ کے مختلف برے برے زاویے بنا کر دیکھ رہی تھی۔

باجی حضور۔۔! ہماری والدہ ماجدہ اتنی محبت اور اشتیاق سے آپ کے لیئے یہ" خوبصورت سی کسا لے کر آئیں ہیں۔آپ کیوں انکاری ہیں اس کو قبول کرنے "سے؟

"چپ کر جاؤ تم۔"

اس نے اپنے سے پانچ سالہ فرق سے چھوٹے بھائی انصب کو جھڑکا۔

"یار چادر سے مسئلا نہیں ہے۔اس سفید رنگ سے ہے۔امی کو پتا ہے سخت زہر لگتا ہے مجھے سفید رنگ اور پھر بھی یہ ہی رنگ کی چادر لے آئیں میرے لیئے۔"

"ہاں تو کیا برائی ہے اس میں؟ وہ کالی رنگ کی چادر ہی لیتی ہو ہمیشہ، کبھی کچھ مختلف بھی لے لیا کرو۔"

امی نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے اس سے کہا تھا۔

"مجھے پسند ہے سیاہ چادر۔"

وہ منہ میں ہی منمنائی تھی۔جو بہ مشکل ہی امی نے سنا تھا۔

"تو امی کوئی اور رنگ کی لے لیتیں نا۔"

"اچھا بھئی ابھی تو رکھوا سے بعد میں لے لیں گے۔"

انہوں نے جان چھڑانے والے انداز میں کہا تھا۔

"اللہ بھئی میری اٹیچی میں اس کے لیئے جگہ نہیں۔"

"ابھی بتاؤ جگہ ہے کہ نہیں۔رکھو شرافت سے اسے۔"

امی حضور سے صلواتیں سنے کے بعد منہ بناتی چادر کو اٹیچی کیس میں گھسا کہ بند کر دیا تھا۔یہ سوچ کر کہ راستے میں کسی کو دے دے گی۔نہ ہو گی نہ پہنی پڑے گی۔

~~ ♡ ~~

وہ خیالوں کی دنیا میں تھی جب پاپا کی آواز سے چونکی جو امیگریشن کروانے کا کہہ رہے تھے۔وہ بھاری دل سے ان کے ساتھ جا کر کچھ وقت لگا کر لاہور اسٹیشن پر امیگریشن، چیکنگ کا سارا عمل کروا کہ واپس اپنی سابقہ نشست پر آگئی تھی۔اور اب ان لوگوں کو انتظار کرنا تھا۔انتظار۔۔!کس کا انتظار؟اب کیا یہاں آکر بھی کسی کا انتظار باقی رہتا تھا کیا؟ہاں تھا۔۔کس کا؟زندگی کے ایک اور سفر کا۔شاید وہ سفر جو زہرہ کے لیئے سفرِ قید ثابت ہو۔۔ایک علان ہوا تھا جس کو سن کر اس کا دل بہت زور سے دھڑکنے لگا تھا۔اس نے آس پاس اسٹیشن پر لوگوں کو دیکھا تھا جو جلدی جلدی اپنا سامان سمیٹ کر اس ریل گاڑی کی طرف بڑھ رہے تھے۔وہاں کتنے ہم

سفر تھے جو اس کہ ساتھ اس ریل گاڑی میں سفر کرتے مگر سب لاتعلق تھے ایک دوسرے سے۔وہ اپنے اہلِ خانہ کہ ساتھ اس ریل گاڑی میں سوار ہو گئی تھی جو اس کو اب اس کہ شہر کے بعد اس کے ملک سے بھی دور لے کر جا رہی تھی۔کچھ وقت کے بعد ریل کی سیٹی کی چیرتی ہوئی آواز اس کی سماعتوں سے گزری اور پھر آخرکار ریل گاڑی اپنی منزل پر پہنچنے کے لیئے روانہ ہو گئی تھی۔وہ کانوں میں ہینڈ فری ٹھوس کر آنکھیں موندے سیٹھ سے سر ٹکا کر بیٹھ گئی تھی۔وہ نہیں دیکھنا چاہتی تھی یہ منظر جتنا دیکھتی، محسوس کرتی اتنا ہی اور بے چین ہوتی۔اپنے دلِ مضطر کو بہلانے کی ایک ادنیٰ سی کوشش تھی۔آنکھوں کو موندے موندے ہی اس کو جھپکی آگئی تھی۔امی کے اس کو ہلانے پر اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو پاپا سارا سامان جلدی جلدی اتار رہے تھے اور ٹرین میں باقی مسافروں کا منظر بھی ایسا ہی تھا۔وہ اپنی آنکھیں مسلتی ہوئی اٹھی تھی۔اور بے ساختہ ریل کی کھڑکی سے باہر دیکھا تھا۔ جہاں اس کو بس گھور اندھیرا ہی نظر آیا تھا۔پھر اس نے اپنی ماں کو مخاطب کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"امی کیا ہم پاکستان سے باہر آ گئے ؟ یا ہم ابھی پاکستان لاہور میں ہی ہیں۔"

اس نے ایک آس سے پوچھا تھا کہ شاید اس کی آنکھ لگنے کے بعد ٹرین خراب ہو گئی ہو، لاہور سے آگے چلی ہی نہ ہو۔

ارے نہیں زہرہ ہم پاکستان سے باہر آ گئے۔اٹاری اسٹیشن،اب چلو اٹھو" "جلدی۔

وہ سیاہ چادر سر پر درست کرتی اپنے گھر والوں کی ہمراہی میں ٹرین سے باہر آ گئی تھی۔اور اس نے پہلا قدم اس ملک ہندوستان کی سرزمین پر رکھا تھا۔

ریل کی گہری سیٹی سن کر

رات کا جنگل گونجا ہو گا

شہر کے خالی اسٹیشن پر

کوئی مسافر اترا ہو گا

_♡_

اور دور ایک لکڑی کے بھورے پھٹے پر لیٹا وہ چھبیس ستائیس سالہ سانولی صورت کا وجیہہ نوجوان ایک دم بند بھوری آنکھیں کھول کر اپنا سینا مسلتے ہوئے اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔اور گھرے گھرے سانس لینے لگ گیا تھا۔

"کیا ہوا ٹھیک ہو تم؟"

اس کے ساتھ بیٹھے دوست نے پریشانی سے اس کا تکلیف والا چہرا دیکھ کر استفسار کیا تھا۔

ہاں بس کچھ عجیب بے چینی ہو رہی ہے۔ جیسے دل بہت بھاری ہو رہا ہو" اور پھر "اس نے گھرا سانس اندر لیا تھا۔" اور دھڑکن بہت آہستہ چلنے لگی ہو۔

"ڈاکٹر کے پاس چلیں؟"

اس کے دوست کہ کہنے پر اس نے منع کر دیا تھا۔ جس پر وہ دوست غصہ کرنے لگا تھا۔اور وہ نوجوان ہنس کر اب اٹھ کھڑا ہو گیا تھا۔

"میں اب بڑا ہوں، بہتر ہو گئی طبیعت یار۔"

"سچ کہہ رہے ہو؟"

اس کے دوست کو اب بھی یقین نہیں آیا تھا۔

"ہاں نا۔اچھا میں جا رہا ہوں نماز پڑھنے۔"

"یہ کون سا وقت ہے نماز کا تہجد میں بھی ابھی وقت ہے۔"

"شکرانے کے نوافل پڑھنے جا رہا ہوں۔اس کے لیئے وقت نہیں دیکھا جاتا۔"

"کتنی نمازیں پڑھتے ہو یار شکرانے کی۔"

ہاں تو جو نعمت میرے خدا نے دی ہے مجھے اس جوانی میں ہی، میں اُس کا ساری "زندگی ہر سانس میں بھی شکر ادا کروں تو کم ہے۔

اس کے دوست نے تسلیم کرتے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

"اچھا چلو میں جا رہا ہوں مسجد تم نے آنا ہو تو آ جانا۔"

وہ یہ کہتا ہوا مسجد کی طرف چل دیا تھا آنکھوں میں ڈھیروں محبت لے کر اور کیوں نہ ہو وہ اپنے محبوب سے ملاقات کے لیئے جا رہا تھا۔

_♡_

وہ لوگ اب ہندوستان کے باڈر کے اٹاری پلیٹ فارم پر بینچ پر بیٹھے تھے۔ اور آس پاس لوگوں کا ایک جم غفیر تھا۔ کیونکہ دونوں پڑوسی ملکوں کے حالات کشیدہ رہنے کے کافی عرصے کے بعد سرحدیں ایک دوسرے کے لیئے کھول دی گئیں تھیں۔ اب دونوں ملکوں کے باشندے اپنے پیاروں سے ملنے کے لیئے سرحدیں پار کر رہے تھے۔ جو تشکیل پاکستان کے بعد کچھ وہاں ہی رہ گئے تھے اور کچھ ہجرت کر کہ پاکستان آ گئے تھے۔ زہرہ نے سیٹی کی آواز پر اپنے ملک کی ریل گاڑی کو دیکھا تھا۔ جو انہیں انڈیا کی سرحد تک چھوڑ کر اب واپس اپنے ملک پاکستان جا رہی تھی۔ اور اس کا

دل کیا کہ بھاگ کر واپس اس ریل میں سوار ہو جائے۔اور واپس چلی جائے پیارے پاکستان۔بے چینی تھی کہ کسی سو کم نہیں ہو رہی تھی اور ٹانگوں میں ایسی اینٹھن ہو رہی تھی کہ کئی میلوں کا فاصلہ پیدل تہہ کر کہ آئی ہو۔شاید یہ سب علامات چھٹی حس کا کچھ کہنا تھا۔جو وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔اس نے منع کیا تھا جانے سے مگر۔۔۔اس نے سب یاد کر کہ آنکھیں زور سے بند کی تھیں اور جب کھولیں تو ریل گاڑی جا چکی تھی۔آخری امید آخری راہ بھی ختم ہو گئی تھی۔ہندوستان میں امیگریشن اور چیکنگ کا عمل کر کہ اور طویل انتظار کے بعد اب آخر کار وہ ہندوستان کے اندر جانے والی ریل گاڑی میں سوار ہو گئے تھے۔وہ اپنی سیٹ پر بیٹھ گئی اور اب ایک طویل سفر تھا جو اسے کرنا تھا۔

_ ♡ _

اس کی آنکھ کھلی اور اس نے اپنے سیدھے ہاتھ پر کھڑکی سے باہر دیکھا تو مبہوت سی رہ گئی تھی۔وہاں طلوع آفتاب کا نہایت ہی خوبصورت نظارہ تھا۔اور اس پر ستم یہ

کہ تاحدِ نگاہ تک نظر آتا پیلے پیلے سرسوں کا کھیت تھا۔ جو ریل گاڑی کہ دونوں اطراف پھیلا ہوا تھا۔ سنہری سورج کی روشنی جوان پیلے سرسوں کے پھولوں پر پڑھ رہی تھی زہرہ کو ایک الگ ہی دنیا کے سفر پر لے گئ تھی جہاں وہ اپنی دلی کیفیت اور بے چینی سب کچھ فراموش کر گئ تھی۔ اُس نے ایسی زرخیزی پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ اور ویسے بھی شہری بچوں کو ایسا نظارہ کم ہی دیکھنے کو ملتا ہے اور خاص کر ہندوستان پنجاب کی ہریالی۔۔ اللہ اللہ کر کہ وہ لوگ دہلی اسٹیشن پر پہنچ ہی گئے تھے۔ اور وہاں ایک الگ ہی منظر اس کا منتظر تھا۔ وہاں اسے ہر طرف زیادہ تر ہندو اور سکھ ہی نظر آئے تھے۔ عورتیں جو ساڑھی پہنی اور سندھور لگائی ہوئی تھیں۔ زہرہ انہیں آنکھیں پھاڑ کر دیکھ رہی تھی۔ پہلی بار براہِ راست دیکھا تھا اس نے ایسا کچھ ٹیلیفون کے علاوہ۔

باجی کیا کر رہیں ہیں ایسے تو نہ دیکھیں انہیں۔ یہ ناں ہو کہ ہمیں مشکوک قرار دیں "دیں۔"

زہرہ نے انصب کی بات پر گڑبڑا کر نظروں کا زاویہ تبدیل کر لیا تھا۔ پھر اسے کچھ لوگ اپنی طرف آتے نظر آئے تھے۔ جن سے اب پاپا بہت جوش و خروش سے بغلگیر ہو رہے تھے۔ اور وہ امی سے بھی سلام دعا کر رہے تھے۔ ان دونوں نے بھی آگے بڑھ کر انہیں سلام کیا تھا۔

"بچوں یہ میرے کزن اور تمہارے تایا ہیں ابراہیم۔"

ابراہیم تایا نے ان دونوں کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔ اور پھر ابراہیم تایا نے اپنے دونوں بیٹے اشفاق اور ضیغم "سے تعارف کروایا تھا جو اشفاق کم و بیش انصب کا ہم عمر تھا اٹھارہ، انیس کا اور ضیغم اس سے کافی بڑا تھا۔ ان دونوں نے ان کا سارا سامان خود اٹھا کر اپنے ساتھ لائی ہوئی بڑی گاڑی میں رکھا تھا اور اب آگرا کے لیئے نکل گئے تھے۔ وہ سارا راستہ خاموشی سے باہر دیکھتی ہوئی گئی تھی۔ اور ایک جگہ اس نے ایک بت دیکھا تھا جو ہندؤں کے کسی بھگوان کا تھا۔ وہ اتنا اونچا تھا کہ اس کے پاس کھڑا آدمی اس بیٹھے ہوئے بت کے گھٹنے سے بھی نیچے تھا۔ وہ حیرانی سے منہ کھولے اس بت کو

دیکھتی گئی۔اور اس ہی وقت ضیغم کی نظر اس پر پڑی تھی تو اسے دیکھ کر دھیما مسکرا دیا تھا۔وہ لوگ مختلف راستوں سے ہوتے ہوئے آئے تھے جس میں کہیں کہیں گائوں آتے تھے تو کہیں کسی علاقے سے گزرتے تھے۔وہاں کی زندگی اور ماحول پاکستان سے کتنا مختلف تھا اس نے محسوس کیا تھا۔پھر وہ لوگ ایک ڈھابے پر رکے تھے اور اس جگہ کا نام تھا گجر ولا۔وہ لوگ اتر کر دکان والے سے چائے اور پکوڑے لائے تھے۔پھر لا کر ان کو دیئے تھے مگر زہرہ نے انکار کر دیا تھا کھانے سے۔

"ارے کھالو بیٹا اتنا سفر باقی ہے ابھی۔"

ابراہیم تایا کہ کہنے پر ضیغم نے بھی کہا تھا۔

"تم کھا کہ تو دیکھوں یہاں کے پکوڑے بہت اچھے ہوتے ہیں۔"

پھر اس نے "جی" کہتے شرما حضوری میں کھا لیئے تھے۔مگر اسے کھا کہ احساس ہوا اگر وہ نہ کھاتی تو کیا کھو دیتی۔وہ پکوڑے سچ میں نہایت ہی لذیز تھے۔اس نے ایسے پکوڑے پہلے نہیں کھائے تھے۔اس کو سب اچھا لگنے لگا تھا مگر اس کے دل کو دھڑکا

اس نام پر لگتا تھا جب بات آگرا جانے کی ہوتی تھی۔آگرا نام ہو اور تاج محل کا ذکر نہ ہو ایسا نہیں ہو سکتا۔اس کو وہ حسین شاہکار دیکھنے کا بہت شوک تھا۔جتنا وہ یہ سوچ کر خوش ہوتی تھی کہ اب وہ آخر کار تاج محل دیکھے گی وہاں فوراً ہی اس کو ایک عجیب احساس گھیرتا تھا۔جس سے وہ خود بھی لاعلم تھی۔پھر ان کا دوبارہ سفر آگرا کے لیئے شروع ہو گیا تھا۔اور اب ان کی گاڑی ایک عمارت کے سامنے رک گئی تھی۔وہ تین منزلہ سادہ مگر صاف ستھرا گھر تھا۔اندر داخل ہو کہ سامنے ہی ایک عورت نظر آئیں تھیں غالباًتائی تھیں۔پھر دیکھتے ہی دیکھتے ان کہ سب گھر والے جمع ہو گئے تھے۔جس میں چھوٹے چاچو داؤد،ان کی زوجہ اور ان کے دو بچے اشفاق اور بیٹی تصبیر تھی۔اور تایا کے ایک بڑے بیٹے طلحہ بھائی جو شادی شدہ تھے۔اور ایک بیٹا ضیغم اور چھوٹی بیٹی فریال۔وہ سب آپس میں مل ملائے کچھ کی آنکھیں بھی نم ہو گئیں تھیں۔وہ سب خوش گپیوں میں مصروف ہو گئے تھے اور ضیغم نماز ادا کرنے چلا گیا تھا۔ساتھ اشفاق اور انصب کو بھی لے گیا تھا۔اب طویل سفر کے بعد

www.novelsclubb.com

آرام کی غرض سے انہیں ان کے کمرے دیکھا دیئے تھے۔زہرہ کو تو تصبیر اور فریال کے کمرے میں ٹھرایا تھا۔اوران کی کافی دوستی ہو گئ تھی۔کچھ دن سفر کی تھکان اتارنے کے بعد وہ لوگ کچھ گھومنے پھرنے کے لائق ہوئے تھے۔اور ملنے کے لیئے رشتے داروں کا بھی آنا جانا لگا ہوا تھا۔پھر تایا نے منصوبہ بنایا تھا انہیں آگرا گھمانے کا۔

_ ♡ _

کچھ دنوں سے پاپا کی طبیعت کچھ گری گری سی تھی اوراب تو انہیں باقائدہ الٹیاں بھی ہونے لگی تھیں۔نئ جگہ آکر پانی تبدیل ہونے سے ان کا معدہ کچھ ناساز ہو گیا تھا۔

"ارے بچوں میں بالکل ٹھیک ہوں تم لوگ جاؤ گھومو پھرو مزے کرو پھر تو ہم چلے جائیں گے ہی۔"

"لیکن پاپا آپ کے بنا؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

انصب کے کہنے پر پاپا مسکرا دیئے۔

"ارے تو کیا ہوا یہ سب بچے ہیں نا جاؤ اپنے بھائیوں بہنوں کے ساتھ آگرہ دیکھ کر آؤ، اور زہرہ تمہیں تو تاج دیکھنا تھا نا۔"

"جی۔"

پاپا کے اصرار پر وہ راضی ہو گئے تھے۔

"ارے طلحہ وہ اپنے آکاش بچے کو بھی بلا لینا وہ گائیڈ کا کام کرتا ہے۔ تم لوگوں کے ساتھ ہو گا تو اچھے سے گھوم لیں گے بچے۔"

تایا کہ کہنے پر طلحہ بھائی نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

"جی بابا میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔"

اور یہاں زہرہ کا منہ بنا تھا آکاش نام سن کر۔۔

_ ♡ _

وہ اپنے موبائل میں مگن گھر کے باہر صحن میں ٹہل رہی تھی جب مرکزی دروازے سے نووارد کے ساتھ اس کا زبردست تصادم ہوا تھا۔مقابل شخص نے اس کا بازو تھام کر اسے گرنے سے بچایا اور خود کو بھی سمبھالا تھا۔زہرہ نے جلدی سے اپنا بازو اس کی گرفت سے چھوڑایا اور خوں خار نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

"شماع چاہتا ہو۔اپ ٹھیک تو ہیں نا؟"

مقابل کی ہندی اور لب ولہجہ سن کر اس کی تیوری چڑ گئی تھی۔اب وہ بھی کیا کرتی وہ ٹھہری محب وطن پاکستانی۔

"الحمدللہ میں ٹھیک ہوں۔"

وہ اپنا بازو سہلاتی کہنے لگی اور وہ بہت غور سے مبہوت ہو کر اس کا چہرا دیکھے جا رہا تھا۔

"ارے آکاش کب سے انتظار کر رہا ہو تمہارا۔"

www.novelsclubb.com

زہرہ کو اپنے عقب سے طلحہ بھائی کی آواز آئی تو آکاش بھی چونکا اب طلحہ بھائی اس سامنے کھڑے سانولے سے لڑکے کے بغل گیر ہو رہے تھے۔

"ہاں یار بس زرا کام میں لگا تھا۔"

"اچھا اچھا آکاش اس سے ملو یہ میری کزن ہے زہرہ پاکستان سے آئی ہے۔"

"اوہ اچھا جب ہی کہوں کہ یہ کون کنیا ہیں۔پہلے کبھی نہیں درشن ہوا۔"

"آو اندر تمہیں اور لوگوں سے ملاتا ہوں۔"

طلحہ بھائی مسکراتے نفی میں گردن ہلاتے آکاش کو لے کہ اندر چلے گئے تھے۔ مگر وہ اندر جاتے ایک نظر زہرہ پر ڈالنا نہ بھولا تھا۔

_ ♡ _

وہ کچھ منہ میں بڑبڑاتی باورچی خانے میں داخل ہوئی تھی۔ تو تصبیر اور فریال جو کام میں مصروف تھیں اس کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"کیا ہوا اپیا کیا کہہ رہی ہیں؟"

وہ ان دونوں کو دیکھ کہ جبراً مسکرائی تھی۔"کچھ بھی نہیں" پھر باہر سے کچھ باتوں کی آواز آئی تو تینوں اس طرف متوجہ ہو گئی تھیں۔

"ارے آکاش بھیا آ گئے۔میں چائے رکھ دوں ذرا ان کی۔"

فریال کے کہنے پر زہرہ نے آنکھیں گھمائی تھیں۔اور ان کے پاس آکر کام میں ہاتھ بٹانے لگی تھی۔اُس کو وہ شخص ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔فریال کسی کام سے باہر گئی تو زہرہ نے تصبیر کو مخاطب کیا تھا۔

"سنو یہ جو لڑکا ہے، ایسے لوگوں کو تم لوگ گھر میں بلا لیتے ہو؟"

زہرہ کی تصبیر سے کافی بلا تکلفی کی بناء پر اس سے ایسا سوال کر گئی ورنہ وہ کبھی ایسی غیر اخلاقی حرکت کا مظاہرہ نہ کرتی۔

"ہاں اپیا اس میں کیا ہے؟ آکاش بھیا بہت اچھے ہیں۔"

"نہیں میرا مطلب تھا کہ آکاش۔۔ایسے لوگوں کو۔"

وہ نام پر خاصہ زور دیتی کہنے لگی تھی مگر وہ چاہ کر بھی کھل کہ نہیں کہہ پائی تھی۔

" ارے نہیں اپیا آکاش بھائی تو۔۔۔"

"چھوٹی مجھے زرا جل ملے گا؟"

ابھی تصبیر اپنی بات مکمل کرتی باورچی خانے کے دروازے سے آکاش کی بھاری سحر انگیز آواز آئی تھی۔

"جی بھیا ابھی دیتی ہوں۔"

تصبیر کہہ کہ پانی نکالنے لگی تھی اور وہ تو مجسمہ بن گئی تھی۔شاید آکاش نے اس کی بات سن لی تھی۔یا شاید وہ سن نہ سکا تھا۔وہ اس ہی کشمکش میں تھی مگر خیر پھر سوچا سنتا ہے تو سن لے اسے کیا۔

www.novelsclubb.com

وہ پلٹی تو وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا گہری نظروں سے۔اس نے بھی آنکھیں چھوٹی کر کہ اُسے گھورا تھا۔آکاش نے بھی زہرہ کی نقل اتارتے آنکھیں چھوٹی کر لیں تھی دھیمی مسکان کے ساتھ۔

جھوٹی مجھے لگتا ہے تمہارے گھر آئے اتیتھی (مہمان) کو ہم کچھ خاص پسند نہیں "آئے۔"

"ارے نہیں بھیا ایسا نہیں ہے اپیا تو بہت اچھی ہیں۔"

اور زہرہ اس کے اتنے کھلے الفاظوں پر اس کا چہرا دیکھتی رہ گئی۔اس ہی وقت ضیغم بھی وہاں آگیا تھا وہ آکاش سے مل رہا تھا۔وہ پیر پٹختی باورچی خانے سے باہر چلی گئی اور سوچا کہ کسی زمانے میں دیکھے گئے بھارت کے ڈرامے اور فلمیں یہاں زبان سمجھنے میں کام آہی گئے۔

_ ♡ _

وہ لوگ صبح ناشتہ کرتے ہی آگرہ دیکھنے کے لیئے جارہے تھے۔امی پاپا کی طبیعت کا خیال کر کہ ان کے پاس ہی رکی تھیں۔اور باقی بڑے بھی گھر ہی تھے۔باہر آکر دیکھا تو سامنے دو، تین سائیکل رکشہ کھڑے تھے۔آگے سائیکل تھی اور پیچھے دو، دو سواری بیٹھنے کی جگہ تھی۔وہ منہ کھولے اسے دیکھے گئی۔

"ہم اس میں جائیں گے؟"

"جی ہاں آگرا دیکھنے کا تو آنند(مزہ)اس میں ہی ہے۔"

زہرہ کے حیرت سے پوچھنے پر آکاش نے پیچھے سے آتے جواب دیا تھا۔

"معزرت میں آپ سے مخاطب نہیں ہوں۔"

نہ جانے کیوں اسے دیکھ کہ زہرہ کا منہ بن جاتا تھا۔

"اوہ اچھا تو آپ پاکستان والے فضائوں سے بھی باتیں کرتے ہیں۔"

www.novelsclubb.com

اس کی پر شوک آنکھیں دیکھ کہ وہ کھول گئی اور ابھی کچھ کہتی جب انصب پیچھے سے آیا اور آکاش کا ہاتھ پکڑ کر نہایت خوشی اور اپنائیت سے کوئی بات کرنے لگا۔ زہرہ تو نظروں میں بے یقینی، نہ پسندیدگی لیئے اس کا یہ انداز دیکھئے گئی۔ مگر انصب کو کہاں کچھ محسوس ہونا تھا مگر اس سانولے جاذب نظر شخص نے پورا پورا محسوس کیا تھا۔ وہ لوگ اب سائیکل رکشہ میں بیٹھ کر آگرا بازار آ گئے تھے۔ آج انہیں بس مختلف بازار گھومنا تھا۔ تاج محل دیکھنا آخری دن پر چھوڑا تھا۔ وہاں مختلف اقسام کی دکانیں تھیں جہاں پہ قدیم تاریخی پتھر ملتے تھے اور باقی روایتی چیزیں۔ وہاں رش گہما گہمی عروج پر تھی۔ وہ تصبیر اور فریال کہ ساتھ تھی اور خود پر نظروں کی تپش سے جھنجھلا رہی تھی۔

باجی آپ کو پتہ ہے آکاش بھیا نے بتایا آگرا کی یہ سنگِ مرمر سے بنی چیزیں بہت" "مشہور ہوتی ہیں۔

www.novelsclubb.com

انصب نے ایک دوکان کی طرف اشارہ کیا جہاں مختلف قسم کی سنگِ مرمر کی خوبصورت سجاوٹ کی اشیاء تھیں۔زہرہ نے اُسے ایسی نظروں سے دیکھا کہ وہ گڑ بڑا گیا۔

"بڑے مراسم بڑھ رہے ہیں تمہارے اس آکاش بھیا کے ساتھ۔"

"توبہ باجی کیا ہو گیا آپ جل رہی ہیں۔اتنے اچھے تو ہیں آکاش بھیا اور۔۔۔"

جلے میری جوتی۔مجھے نہیں سنا یہ آکاش نامہ چپ کرو تم دیش دار ویلی ہو گئے ہو۔"

"تم مخالف گروہ کہ ساتھ مل گئے ہو۔چلے جاؤ میری نظروں سے دور۔

"اللہ۔!ڈراما کوئین"

انصب سر جھٹکا آگے بڑھ گیا تھا۔اور زہرہ کہ قدم ایک دوکان پر تھم گئے۔وہاں خوبصورت چمکدار شیشے کے قفص میں قید چھوٹا سا تاج محل تھا جو وہاں ہر اشیاء میں سب سے نمایا تھا۔وہ اس کی کشش میں کھوئی اسے ٹکٹکی باندھے دیکھے گئ تھی۔اس

www.novelsclubb.com

احساس سے عاری کہ اس کے آس پاس کوئی اس کا شناسا نہ تھا۔ نظریں چھوٹے سے تاج محل پر ٹکا کر تصبیر کو پکارا اور جب احساس ہوا کہ وہاں کوئی نہیں تو اوسان خطا ہو گئے۔ گھبراہٹ میں ارد گرد دیکھا، پکارا مگر کوئی اپنا نہ تھا۔ ایک جم غفیر تھا نہ آشنا لوگوں کا۔۔۔ وہ انصب اور طلحہ سے باتوں میں لگ گیا تھا پھر بے قراری سے ایک چہرے کی تلاش کی جسے آنکھوں میں بسایا تھا مگر بے سود، سب سے اس کا پوچھا مگر لاعلمی۔ سب فکر مندی سے زہرہ کو ڈھونڈنے لگے۔ جب آکاش کی تلاش کافی دور آکر ختم ہوئی۔ وہ من موہنی صورت نظر آئی بے قراری سے اس کہ پاس آیا تو دیکھا سیاہ چادر کہ حلقہ میں وہ روشن چہرا آنکھوں سے موٹے موٹے آنسو مسلسل بہہ رہے تھے۔۔۔ وہ پریشانی سے روتے اور اپنوں کو ڈھونڈتے اس شہرِ انجان میں دور نکل آئی تھی۔ جب ایک بے قرار پریشان حال آشنا سانولا چہرا نظر آیا تھا۔ جو اسے نہ پسند تھا۔۔۔ وہ برق رفتاری سے اس تک پہنچا تھا۔

www.novelsclubb.com

آپ یہاں کیسے آئیں، آپ کو ساتھ رہنا تھا ناسب کہ۔ اگر یہاں کھو جائیں گی تو"
"کبھی واپس نہیں جا پائیں گی اپنے دیش۔

"مجھے نہیں پتا، میں ساتھ ہی تھی۔ پھر رش میں مجھے کوئی نظر۔۔ نہیں۔ آیا۔"

وہ ہچکیاں لیتی درمیان میں کہہ رہی تھی۔ اس بات سے انجان کہ مقابل کی دلی کیفیت خوف کہ بعض کیا ہے کہ وہ نہ ملتی تو۔۔؟

"اچھا چلیں یہاں سے۔"

آکاش زہرہ کو وہاں سے جلدی لے کہ جانا چاہتا تھا وہ کچھ دور کھڑے اوباش لڑکوں کو دیکھ چکا تھا جن کی نظر زہرہ پر ہی تھی۔ وہ جلدی میں اس کا ہاتھ تھامنے لگا تو وہ بدک کر اس سے فاصلے پر ہوئی۔

"میں نہیں جاؤ گی تمہارے ساتھ۔ دور ہٹو۔"

وہ حیرت سے اسے دیکھے گیا۔ پھر اپنی جیب سے رامپوری چاقو نکال کر اسے تھمادیا۔
وہ آنکھیں پھاڑے کبھی چاقو دیکھتی تو کبھی آکاش کو۔

چلیں میرے ساتھ آپ کو آپ کے اپنوں میں ہی لے کہ جارہا ہوں۔ مگر جب" خطرہ لگے تو اسے میرے دل میں اتار دیجئے گا۔ پاک پروردگار کی سوگند، اف تک نہیں کروں گا۔ آپ پر میرا قتل معاف ہے۔ زہرہ نے مضبوطی سے چاقو کو پکڑ لیا۔ اور اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔

ہاں تم تو یہ ہی چاہتے ہو گے کہ مجھے ہندوستانی شہری کو مارنے کے جرم میں" جاسوس کرار دے کہ جیل ہو جائے۔ اور ساری زندگی یہاں کی کال کوٹھری میں سڑتی رہوں۔"

وہ اپنا دھیان کچھ دیر پہلے کہ منظر سے ہٹانے کے لیئے ال فول بولتی گئی۔

"آرزو تو یہ ہی ہے کہ آپ واپس کبھی نہ جائیں، مگر اس طرح نہیں۔"

"اللہ نہ کرے۔ فضول مت بولو۔"

اس کا دل ہولا تھا وہ ہی گھبراہٹ پھر ہونے لگی تھی۔ اور وہ پھیکا سا مسکرا دیا تھا۔ وہ واپس آگئی تھی۔ سب اس کے لیئے پریشان تھے۔ اور آکاش کے شکر گزار ہو رہے تھے۔ اس نے سب سے نظر بچا کر اپنی سیاہ چادر میں چھپا چاکو آکاش کو واپس کیا جو طلحہ بھائی کی نظروں سے مخفی نہ رہ سکا۔ سب اس نہ خوشگوار واقعے کو فراموش کر رہے تھے اور پھر اب زیادہ خیال سے گھوم رہے تھے۔ انہوں نے پورا اا گرا دیکھا ساری مشہور جگہ آرام باغ، آگرا کا قلعہ، وہاں کے اسٹریٹ فوڈ جو بہت مشہور تھا اور بہت لذیذ بھی۔ جیسے چاومین، چھولے بٹورے، مال پھوا، مومو س وغیرہ سب سے لطف اندوز ہوئے تھے۔ ہندوستان میں ان کے آخری دن تھے آج وہ تاج محل دیکھنے آئے تھے۔ وہ تاج محل کے صحن میں کھڑے تھے پیچھے دا گریٹ گیٹ تھا۔ اور آگے وہ حسین عمارت جو سراپا سنگِ مرمر تھی۔ سیدھے الٹے ہاتھ پر گھانس کا میدان مغل گارڈن جہاں وہ کھڑے تھے۔ بیچ میں ایک مصنوعی نہر جا رہی تھی۔

جس میں تاج کا عکس نہایت دل فریب منظر پیش کرتا۔اس کہ برابر میں چلنے کے لیئے راہ داری پٹا تھا۔تاج محل کے دونوں طرف دو عمارتیں تھیں۔ مغرب میں مسجد اور مشرق میں مہمان خانہ تھا۔دونوں عمارتیں ایک جیسی تھیں۔۔ مہمان خانہ کے داخلی دروازے سے نکلتے وقت تاج کا منظر وہی ہوتا جو سامنے کا منظر ہوتا تھا۔" پتہ ہے تاج کی خاصیت کیا ہے، آپ تاج کو جب دیکھتے ہیں، یہ مختلف نظر آتا ہے۔اس سفید سنگِ مرمر کا رنگ دن بھر بدلتا ہے، رنگ کی تبدیلیاں روشنی اور وقت کے لحاظ سے ہوتی ہیں۔تاج محل صبح گلابی، شام کو دودھ والا اور چاندنی میں سنہری لگتا ہے۔" آکاش یہ بتاتے زہرہ کو دیکھا جو ممتاز محل کہ حسن میں کھوئی ہوئی تھی۔

"پتا ہے یہ محبت کی نشانی ہے، ایک مرد نے عورت کی محبت میں بنوایا تھا۔"

بہت محبت سے جتایا گیا تھا۔

"غلط آکاش۔یہ ایک شوہر نے اپنی زوجہ کی محبت میں بنوایا تھا۔"

اسے اب آکاش نہ پسند نہیں لگتا تھا۔وہ دونوں نہر کے کنارے بنی روش پر چل رہے تھے۔باقی لوگ آگے پیچھے تھے۔انہوں نے پورا تاج محل گھوما۔

"فریال اب تو کچھ نہیں بچا نہ آگرا میں دیکھنے کے لیئے۔"

"ہے نا آگرا کا پاگل خانہ"

زہرہ کی بات پر آکاش شرارت سے گویا ہوا۔

"اپنے گھر کا پتہ نہ بتائیں۔"

اس نے کہہ تو دیا تھا پھر محسوس کیا کہ اکاش کا تھوڑی دیر پہلے زندگی سے بھرپور چہرا مرجھا گیا تھا۔اس کو احساس ہوا کہ کچھ غلط ہو گیا ہے۔

"اپیا۔۔!وہ۔۔۔"

"کوئی بات نہیں گڑیا تم جاؤ گھومو۔"

فریال پریشان سی چلی گئی تو وہ اس سے مخاطب ہوا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میرا کوئی گھر نہیں ہے زہرہ۔ میرے گھر والوں نے مجھ سے لا تعلقی کا اظہار کر دیا۔"

وہ حیرت سے اس کے آواز کے قرب کو محسوس کر رہی تھی۔

میں باہر ایک یونیورسٹی میں پڑھتا تھا، میرا مسلم دوست تھا، وہ نماز پڑھتا، روزے رکھتا وہ اتنی خوبصورتی سے تلاوتِ قرآن کرتا تھا کہ میرا دل کھنچتا تھا مجھے بہت اچھا لگتا تھا بس اللہ پاک نے مجھے ہدایت عطاء کر دی اور میرا دل بدل دیا۔ میرے ماں باوجی کو پتا چلا تو انہوں نے گھر سے نکال دیا۔ اور میں نے اللہ کے لیئے سب چھوڑ دیا۔ پہلے میری ماں مجھ سے بہت پیار کرتی تھی۔ مگر اب نہیں۔ مجھے بہت یاد آتی ہیں وہ زہرہ۔"

وہ اداس سا مسکرا دیا۔ اور زہرہ کو لگا کہ وہ اب نہیں مسکرا سکے گی۔

"مگر میں ہر ہر سانس میں شکر ادا کرتا ہوں اس پاک پروردگار کا کہ اس عمر میں ہی اس نے مجھے ہدایت دی۔ یہ نعمت بہت بڑی ہے۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اچھا۔ مگر۔۔ تمہارا نام۔۔ تو۔۔"

"وہ مجھے بے حد پسند تھا اس لیئے میں نے نہیں بدلا۔"

"مگر یہ تو بدلنا چاہیے تھا نا۔"

مجھے لگا کہ معنٰی غلط نہیں تو۔۔ وہ تو نیت دیکھتا ہے نا۔۔؟ اچھا خیر۔۔ تم بتاؤ اگر"

"بدلوں تو کیا رکھوں؟

"میں بتاؤ؟"

"ہاں نا۔"

"زیرک۔۔۔ یہ نام کیسا ہے؟"

"مطلب کیا اس کا۔"

" سمجھدار، چالاک، تیز۔"

"اچھا میں تمہیں ایسا لگتا ہوں۔"

"نہیں۔ مگر تم نے سمجھداری سے دنیا قربان کر کہ آخرت کا بہترین سودا کیا ہے۔"

"زیرک۔۔زہرہ۔۔۔زیرک کی زہرہ۔۔خوبصورت ہے۔"

زیرک نے بہت آہستہ سے مسکراتے کہا تھا۔ بامشکل زہرہ نے سنا تھا اور وہ ساکت رہ گئی تھی۔۔

~~ ♡ ~~

ان کی آج واپسی تھی۔ وہ اس کے سامنے بہت آس لیئے کھڑا تھا۔ زیرک کہ ہاتھ میں چھوٹا سا سفید تاج محل تھا شیشے کی دیواروں میں قید۔ اس سے کئی زیادہ خوبصورت جو وہ بازار میں دیکھ آئی تھی۔

"میں یہ نہیں لے سکتی زیرک۔"

"آخری اِچّھا سمجھ کر بھی سویکار نہیں کرو گی؟"

"ایسے مت کہو۔"

زہرہ نے کچھ جھجکتے تھام لیا تھا وہ شیش محل۔

وہ اسٹیشن پر تھے زیرک بھی انہیں چھوڑنے آیا تھا۔زہرہ ریل میں سوار ہو گئی تھی۔ پلٹ کر اس کی اداس آنکھوں میں دیکھا، تو ایسا لگا کہ وہ اپنا بہت بڑا خسارہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔اور پھر زیرک کو دیکھنے کی ہمت نہ کر پائی وہ کیسے نہ محسوس کرتی اس کی آنکھوں میں اپنے لیئے پیغام اس کہ ہر عمل میں اپنے لیئے محبت۔۔ریل گاڑی چلتی گئی تھی۔ان دونوں کے درمیان سرحد حائل ہو گئی تھی۔زیرک کی پر نم آنکھوں میں ریل گاڑی دھندلی ہوتی گئی اس کی زندگی کی طرح۔

زہرہ میں چاہ کر بھی آپ کو یہاں نہیں روک سکتا۔اپنا نہیں کر سکتا۔کاش میں با "اختیار ہوتا۔"

لگا کر الزام تجھ پر کسی چوری کا۔

تجھے روک لوں اور کارواں جانے دوں۔

(نامعلوم)

_♡_

"ارے خدانہ خواستہ یہ بھوجن آپ نے تو نہیں بنایا اگر ایسا ہے تو میں نہیں کھاؤ گا۔"

"کیا پتا نفرت میں زہر ڈال دیا ہو۔

"اتنی حد نہیں پار کرتی میں نفرت میں۔"

"اچھا، اور محبت میں؟"

"مجھے محبت نہیں ہو گی۔۔ہوئی بھی تو جو سب سے مشکل کام ہے وہ کروں گی۔"

"آپ کے لیئے تو شاید اپنا دیش چھوڑنا ہو۔"

تو میں ساتھ سمندر پار چلی جاؤ گی اس کے پیچھے۔ مگر دو حرف میری طرف سے"

"ایسی محبت پر۔

_♡_

دیکھو میں سات سمندر پار تو نہیں، مگر زیرک تمہارے لیئے سرحد پار آگئی ہوں "

"پھر سے۔ مگر مجھے تم سے محبت نہیں ہے۔

وہ نم آنکھوں سے مسکرائی۔ وہ اب کئی سال بعد اس کے سامنے تھی۔

"مگر کچھ ہے جو محبت سے بھی مقدس ہے، احترام، عقیدت ہے۔ "

وہ مٹی پر ہاتھ پھیرتی اس مٹی کہ ٹیلے کے مکین سے بات کر رہی تھی جس کے قطبہ پر

"لکھا تھا "زیرک

طلحہ بھائی نے بتایا تھا کہ جب زہرہ زیرک سے ملی تھی تو اسے کینسر تھا۔ اسے پتا تھا کہ

وہ نہیں بچے گا اس لیئے اپنا پابند نہ کیا تمہیں۔ مگر خود مرتے دم تک زہرہ کا زیرک

ہو گیا تھا۔ اس نے تمہارے دیئے نام کہ بعد سابقہ نام خود پر جیسے حرام کر لیا تھا۔

www.novelsclubb.com

دفن بھی زہرہ کی سفید چادر میں ہوا تھا جو زہرہ سے ایک دن بہانے سے لی تھی اس نے۔

_ ♡ _

"ارے کیا کر رہی ہیں آپ پھینک کیوں رہی ہیں اسے ؟"

"تمہیں کیا؟ مجھے نہیں پسند یہ اور امی روز نکال لیتی ہیں کہ پہنو۔"

"تو مجھے دے دیں۔"

"تم کیا کرو گے اس کا؟"

"رکھ لوں گا اپنے پاس سنبھال کر۔آپ کو تو پھینکنی ہے نہ۔مجھے ہی دیدیں۔"

"اچھا ٹھیک ہے لو لے جاؤ اسے یہاں سے۔"

_ ♡ _

میں پہلے یہاں نہیں آنا چاہتی تھی زیرک لگا ہی تھا آئی تو کچھ قیمتی کھو دوں گی۔اور دیکھو میرا دل ہمیشہ کے لیئے تاج محل کی گلیوں میں اُس بازار میں قید ہو گیا

زیرک۔۔

♡زہرہ کا زیرک۔۔زیرک کی زہرہ ہمیشہ کے لیئے۔۔۔

(ختم شد)

www.novelsclubb.com